اور انگریزی سہ ماہی فوکس (Focus) باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ کا خبر نامہ اور بعض دوسری تنظیموں کے ایسے ہی اطلاعات نامے شائع ہوتے ہیں۔

ملتان میں مسلم - مسیحی مکالمے میں پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ کے وابستگان پیش پیش ہیں۔ "مکالمے" کا آغاز فروری ۱۹۸۶ء کو ہوا۔ تب سے مکالمہ کے اجلاس ہر مہینے کی پہلی جمعرات کو ہو رہے ہیں۔ ان اجلاسوں میں مذہبی، سماجی اور سیاسی موضوعات پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ گزشتہ خلیجی جنگ کے موقع پر "مسلم - مسیحی مکالمہ" گروپ کے زیر اہتمام جنگ کی مذمّت اور امن کے حق میں جلوس نکالا گیا۔ اسی طرح "برسرعام پھانسیوں کے خلاف بھی مظاہرہ کیا گیا۔" مسلم - مسیحی مکالمہ گروپ کے سامنے حسبِ ذیل مقاصد ہیں۔

۱۔ اپنے اور دوسروں کے عقائد میں مشترک قدروں کا ادراک اور اُن کا احترام کرنا۔

۲۔ باہمی رفاقت اور سماجی مسائل سے مطلع رہنا۔

وزارت کے منصب پر مسیحی ایم - این - اے کا تقرّر

[مسیحی ایم - این - اے جناب جے - سالک موجودہ حکومت میں پہلے پارلیمانی سیکرٹری اور پھر وزیر بہبودِ آبادی بنے ہیں۔ جناب جے - سالک نے وزارت کا چارج سنبھالنے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا، اس پر قومی اسمبلی میں گرما گرم مباحثہ ہوا۔ اخبارات نے کالم لکھے اور جے - سالک نے دوسرے وزراء کی طرح حلف اُٹھالیا، تاہم جناب سالک "غیر معمولی" طریقے سے وزارت کا چارج سنبھالنے سے جو کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے، اُس کا اظہار "اخبار نویسوں اور ریڈیو، ٹیلی وژن کی کوریج کے خصوصی انتظام" کی شرط سے واضح ہے۔ اس کے بعد اُنہوں نے سگریٹ نوشی ترک کرنے کا اعلان کیا مگر یہ "اقدام" پہلے مجوزّہ اقدامات کی طرح "سنسنی خیز" نہیں تھا، اس لیے کچھ دب کر رہ گیا۔ ذیل میں جنابِ سالک کے وزارت سنبھالنے پر بالترتیب جناب کلیمنٹ شہباز بھٹی اور جناب اثر چوہان کی تحریریں درج کی جاتی ہیں۔ جناب شہباز بھٹی مسیحی برادری کی سیاست میں نمایاں رہے ہیں اور اُن کی سوچ برادری یا کم از کم اس کے ایک حصے کی ترجمان ہے۔ جناب اثر چوہان روزنامہ "جنگ" کا کالم "سیاست نامہ" لکھتے ہیں اور وطنِ عزیز کو سیکولر بنیادوں پر استوار دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ مدیر]

جے - سالک وفاقی وزیر

"---نئے وزراء میں اقلیّتی ایم - این - اے جے - سالک کو وفاقی وزیر بہبود آبادی بنایا گیا

ہے۔ ایک اقلیتی رکنِ اسمبلی کو مکمل اور مساوی وزارت دینا محترمہ بے نظیر بھٹو کی جمہوری اور سیکولر سوچ کی عکاسی ہے۔ یقیناً محترمہ بے نظیر بھٹو نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اقلیتوں کو بھی برابر کا شہری سمجھتی ہیں، ورنہ اس سے پہلے حکومتوں میں اقلیتوں کو صرف وزیرِ مملکت، پارلیمانی سیکرٹری یا پھر اقلیتی وزیرِ مملکت کی اپاہج وزارت دے کر احسان کیا جاتا تھا۔ جے - سالک کو بہبودِ آبادی کی وزارت [دے کر] اُن کی سیاسی اور جمہوری عملی جدوجہد کا اعتراف کیا گیا ہے۔

جے - سالک کو لوگ پاگل یا ڈرامہ باز بے شک کہیں لیکن اس کی ذات میں جو نمایاں خوبی ہے، جس کی وجہ سے دوسری سیاسی پارٹیاں اُس کی عزت کرتی ہیں، وہ کبھی بھی لوٹا گروپ میں شامل نہیں ہوا۔ اُس کے آج بھی وہی نظریات ہیں جو آج سے دس سال پہلے تھے۔

وفاقی وزیر بہبودِ آبادی نے وزارت سنبھالتے ہی جو سرکلر جاری کیا، اس نے قومی اسمبلی میں ہنگامہ برپا کر دیا کیونکہ آج تک کسی نے بھی وزارت سنبھالنے کے لیے ایک من عرقِ گلاب، پولیس بینڈ، امن کی فاختہ، خون کی بوتل اور قومی ترانہ کا استعمال نہیں کیا۔ یہ وزارعت سنبھالنے کا انوکھا، عجیب اور معیوب انداز اس سے پہلے شاید پاکستانی قوم نے نہ دیکھا ہو اور لوگ اسے ڈراما بازی قرار دیتے ہیں مگر جے - سالک نے ان اشیاء کے استعمال کرنے کی جو وجوہات بتائی ہیں، اُنہوں نے بھی لوگوں کو لاجواب کر دیا، مگر کچھ بھی ہو جے - سالک اب صرف اقلیتی ایم - این - اے نہیں رہے بلکہ وہ پوری پاکستانی قوم کے بہبودِ آبادی کے وفاقی وزیر ہیں۔ اب اُن پر ذمہ داری ہے کہ وہ سنجیدہ روّیہ اختیار کریں تاکہ لوگ اس وزارت کا مذاق اور تمسخر اڑانے کی بجائے اسے صحت مند بہبود کی علامت سمجھیں۔

ایک خاص بات جو جے - سالک وفاقی وزیر بہبودِ آبادی نے وزارت سنبھالنے کے بعد ہنگامے کے دن کہی کہ میں جاہل قوم کا نمائندہ ہوں، اس پر دوسرے دو اقلیتی اراکین اسمبلی نے واک آوٹ کیا، وہ یقیناً حق بجانب تھے کیوں کہ جے - سالک کو جذبات میں آکر اپنی قوم کی توہین نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اب وہ ایک وفاقی وزیر ہیں اور اُن کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اہمیت رکھتا ہے، پھر ہماری قوم جاہل نہیں ہے۔ ہماری قوم نے اِس دھرتی کے وہ ہیرو اور جیالے پیدا کیے ہیں جنھوں نے اپنے کارناموں سے اس دیس کی تاریخ سنہری حروف میں لکھی ہے۔ ہماری قوم باشعور اور باعزت قوم ہے۔ وفاقی وزیر بہبود آبادی کو اِس طرح کی زبان استعمال کرتے وقت کچھ خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ اس طرح کے الفاظ اُن کے شایانِ شان نہیں اور پھر اس طرح لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، کیوں کہ جے - سالک لوگوں کی نظر میں ایک بلند اور عظیم مقام رکھتے ہیں۔ ہم وفاقی وزیر بہبودِ آبادی سے پُر امید ہیں کہ جس طرح وہ سیاسی جدوجہد میں ثابت قدم رہے ہیں، اسی طرح وہ بہبودِ آبادی کے لیے بھی انقلابی قدم اٹھائیں گے۔ (پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب"، لاہور - یکم فروری ۱۹۹۴ء)

جے - سالک، خون اور گڑھا (اثر چوہان)

ایک ضرب المثل ہے۔ "پاسا پڑے سو داؤ حاکم کرے سو نیاؤ" یعنی داؤں پاسا پڑنے پر یعنی اتفاق پر موقوف ہے اور حاکم جو کرتا ہے وہ انصاف ہوتا ہے۔"

وفاقی کابینہ میں توسیع ہو گئی ہے اور اقلیتی رہنما جے - سالک بھی وزیر بنا دیے گئے، فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس عمل میں جے - سالک کا پاسا پڑا ہے یا وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے ان کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ بہرحال یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں کہ جے - سالک وفاقی وزیر بننے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور کامیابی بھی ایسی کہ وزارت کا حلف اٹھاتے ہی قومی اسمبلی کے ایوان میں ہنگامہ کروا دیا۔ وزارت کا حلف تو کئی دوسرے اصحاب نے بھی اٹھایا ہے لیکن سالک صاحب کی وجہ سے۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

کا سماں پیدا ہو گیا۔ غزل اور جوابِ آں غزل۔ پھر سالک صاحب نے مشاعرہ لوٹ لیا۔

ایوان میں حزبِ اختلاف کے ارکان نے جے - سالک کی طرف سے وزارت کا چارج سنبھالنے کے انوکھے طریقہ کار پر تنقید کی اور ان کے ایک سرکلر کا تذکرہ کیا جس میں کہا گیا تھا کہ

> وزارت کے صدر دروازے پر سنگ مرمر کی فاختہ نصب کی جائے جو امن کی علامت ہے۔ پھر ایک گڑھا کھودا جائے، ڈاکٹر اور ایمبولینس کا انتظام کیا جائے، وفاقی وزیر نصف بوتل خون دیں گے جو اس گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ ایک کنستر عرقِ گلاب منگوایا جائے جس سے وزیر کا کمرہ دھویا جائے۔ اسلام آباد پولیس کا بینڈ منگوایا جائے جو اس موقع پر قومی ترانے کی دھن بجائے۔

حزبِ اختلاف کے ارکان نے جے - سالک کے اس سرکلر کو آئین، قانون اور اسلامی روایات کے منافی قرار دیا اور کہا کہ انسانی خون کو گڑھے میں پھینکنا انسانیت کی توہین ہے۔ حزبِ اختلاف کے طاہر رشید نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ "جے - سالک کا دماغ ڈھیلا ہے۔" ڈپٹی سپیکر ظفر علی شاہ نے جے - سالک کو وضاحت کا موقع دیا تو انہوں نے کہا۔

> میں حیران ہوں کہ اتنے وزیر آتے اور جاتے رہے لیکن غریبوں کا ایک نمائندہ جے - سالک وزیر بنا تو ایوان میں ہنگامہ آرائی ہو گئی۔ میں چاہتا ہوں کہ ملک میں امن و امان قائم ہو جائے، اس لیے اپنی وزارت کے صدر دروازے پر سنگ مرمر کی فاختہ نصب کرنا چاہتا ہوں جو امن کی علامت ہے۔ میں اپنے خون کا اس لیے نذرانہ پیش کرتا ہوں کہ وزارت کا کام کرتے ہوئے میرے دل میں تحریک پاکستان کے شہیدوں کی یاد تازہ رہے۔ میں اپنے کمرے کو اس لیے عرقِ گلاب سے دھونا چاہتا ہوں کہ میری وزارت

(وزارت بہبود آبادی) مہکتی رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میں وزیر کی حیثیت سے اپنے کام کا آغاز کروں تو دعا کے طور پر قومی ترانہ بجایا جائے۔ میں حیران ہوں کہ ان باتوں سے آئین، قانون اور اسلامی روایات کی خلاف ورزی کیسے ہوتی ہے؟

سالک صاحب کی وضاحت کے بعد حزبِ اختلاف کے مولانا شہید احمد نے انہیں تھپکی دی اور کہا کہ ــــ "اس وضاحت کے بعد کوئی شکایت باقی نہیں رہی" لیکن سالک صاحب نے وزارت کا چارج لینے کا اپنا انوکھا طریقہ کار منسوخ کر دیا، گویا اب نہ تو ان کی وزارت کے دروازے پر سنگ مرمر کی فاختہ نصب کی گئی، نہ انہوں نے خون دیا اور نہ ہی اس خون کے لیے گڑھا کھودا گیا، نہ ان کا کمرہ عرقِ گلاب سے دھویا گیا اور جب انہوں نے وزارت کا چارج سنبھالا تو بطور دعا قومی ترانہ ہی بجایا گیا۔

بظاہر تو یہ حزبِ اختلاف کی کامیابی ہے کہ اس نے جے - سالک کو انوکھے طریقہ کار کے مطابق وزارت کا چارج لینے سے روک دیا لیکن یہ بھی تو کہا جا سکتا ہے کہ جے - سالک نے ثابت کر دیا کہ حزبِ اختلاف کے بعض ارکان امن کی فاختہ کے حق میں نہیں، اور نہیں چاہتے کہ کوئی وزیر بحیثیت وزیر کام کرتے ہوئے تحریک پاکستان کے شہیدوں کو یاد رکھے اور یہ کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی بھی وزارت مہکتی رہے اور اس بات کے بالکل ہی حق میں نہیں کہ قومی ترانہ بطور دعا کے بجایا جائے۔

بعض دوستوں کا کہنا ہے کہ جے - سالک کو ہر دور میں خبروں میں رہنے کا فن آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بات درست ہو لیکن یہ فن سیکھنا اور حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ جے - سالک عیسائی ہے لیکن کسی بھی بڑے سے بڑے مسلمان کے پائے کا پاکستانی ہے۔ عید کے موقع پر جب بھارت میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ہے تو وہ بطور احتجاج ٹاٹ کا لباس پہن لیتا ہے اور مسلسل گیارہ سال تک ٹاٹ کا لباس پہنتا ہے، حتیٰ کہ قومی اسمبلی کے رکن (موجودہ وزیر) محمد افضل خان نے (سابق) اسپیکر گوہر ایوب خان کی توجہ دلائی اور کہا۔

"جناب والا! جے - سالک نے گیارہ سال قبل عید کے موقع پر بھارت میں مسلمانوں کے قتلِ عام پر بطور احتجاج ٹاٹ کا لباس پہننا شروع کیا تھا اور اب تک پہنتے چلے آرہے ہیں۔ میں نے ان سے یہ لباس اتار کر عام کپڑے پہننے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے کہا کہ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان کی پہلی قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا تو تلاوت قرآنِ پاک نہیں کرائی گئی تھی اور اس بے برکتی کے باعث اسمبلیاں ٹوٹتی رہیں، اگر اسمبلی میں خصوصی تلاوتِ قرآن کرادی جائے تو جے - سالک ٹاٹ کا لباس ترک کر کے عام لباس پہننے کو تیار ہیں۔"

اسپیکر گوہر ایوب خان نے یہ تجویز قبول کر لی اور مولانا عبدالستار خان نیازی سے خصوصی تلاوتِ قرآن کی درخواست کی۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اس فروگذاشت پر "قراردادِ پاکستان سے لے کر قراردادِ مقاصد تک" جدوجہد کرنے والے کسی بھی مسلمان رہنما نے توجہ نہیں دی، توجہ دی تو ایک عیسائی نے جو ۱۹۴۷ء کو شاید پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

سالک صاحب تیسری بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔ ہر بار سب اقلیتی امیدواروں میں سے زیادہ ووٹ لیتے ہیں۔ ان کا حلقہ پورا پاکستان ہے۔ میاں نواز شریف کے دور میں انہیں ترقیاتی کاموں کے لیے فنڈز جاری کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تو انھوں نے لاہور کے ریگل چوک میں اپنے گھر کا سارا سامان نذرِ آتش کر دیا تھا۔ پھر ایک بار بطورِ احتجاج صلیب پر لٹک گئے۔ غلام حیدر وائیں پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ تھے، ان کے حکم سے پولیس نے سالک صاحب کو مار مار کر لہولہان کر دیا اور جیل بھجوا دیا پھر سر پر خاک ڈال کر پھرتے رہے۔

میاں نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے قومی اسمبلی کے ارکان کے استعفے دینے کا سوال پیدا ہوا تو پہل کرنے والے جے۔ سالک تھے۔ انھوں نے اپنا استعفیٰ خون سے لکھ کر دیا، معروف شاعر اور مسیحی رہنما کنول فیروز کا کہنا ہے کہ "جے۔ سالک کے جسم میں عام آدمی سے زیادہ خون ہے، وہ غریبوں کی محبت میں اپنا خون دیتا ہے، جب وہ حزبِ اختلاف میں ہوتا ہے تو حکومت کی شہ پر پولیس والے اور غنڈے اس کا خون بہاتے ہیں اور جب حکومتی پارٹی کے ساتھ ہوتا ہے تو بھی خون دینے کے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے۔"

بہر حال یہ خوشی کی بات ہے کہ وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو کی کابینہ میں کم از کم ایک وزیر ایسا ہے جو خون دے سکتا ہے۔ جے۔ سالک نے اپنا خون ڈالنے کے لیے گڑھا کھودنے کا حکم دیا تھا، یہ حکم منسوخ بھی کر دیا گیا ہے لیکن یہ عارضی صورتِ حال ہے۔ دوسرے وفاقی وزراء کو ابھی سے پیش بندی کر لینا چاہیے۔ اگر جے۔ سالک اپنے خون کے لیے پھر گڑھا کھدوانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر عوام دوسرے وفاقی وزراء سے بھی مطالبہ کریں گے کہ "خون دیں اور اپنے لیے گڑھا کھودیں یا کھدوائیں۔" اگر یہی کام کرنا ہے تو وزیر بننے کا فائدہ؟ (روزنامہ "جنگ"، لاہور - ۲۹ جنوری ۱۹۹۴ء)

"اسلامی نظریاتی کونسل" میں مسیحی نمائندگی کا مطالبہ

"اقلیتی رہنما ڈاکٹر سٹیفن سلیم ہمدرد نے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کا خیر مقدم کرتے ہوئے صدر فاروق احمد لغاری اور وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو سے پُر زور مطالبہ کیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر وطنِ عزیز کے جملہ اقلیتی فرقوں کے مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کو بھی اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ ملک میں امن و امان کی فضا کو برقرار اور خوشگوار رکھنے نیز فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اُنھوں نے [لکھا کہ] فیصل آباد کے کاتھولک بشپ ڈاکٹر جان جوزف اور لاہور کے پروٹسٹنٹ بشپ الیگزینڈر جان ملک کو بھی اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل کیا جائے۔" (پندرہ روزہ "شاداب"، لاہور - جنوری ۱۹۹۴ء)